بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر قرآن کے سلسلے میں ایک جسارت

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان

قرآن کریم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کے لیے نازل کیا ہے۔ چناں چہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "ھدی للناس وبینت من الھدی" کہ یہ کتاب لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور ہدایت کے دلائل وبراہین پر مشتمل ہے چناں چہ اس کتاب کے وقت نزول سے لے کر اب تک اس امر کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے کہ اس کتاب سے اللہ تعالیٰ کے بہت سارے بندوں نے ہدایت حاصل کی اور راہِ ہدایت پر چلنے کی توفیق سے وہ بہرہ ور بھی ہوئے۔

نیز یہ بھی مسلم ہے کہ قرآن معجز اور لاجواب کتاب ہے جس کے مقابلے سے آج تک پوری دُنیا عاجز ہے چناں چہ خود قرآن کریم سے یہ تفصیل معلوم ہوتی ہے کہ قرآن نے یہ چیلنج دیا کہ اگر لوگوں کو شک ہے کہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب نہیں بلکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بنائی ہوئی کتاب ہے تو ارشاد ہوا کہ تم بھی ان جیسے انسان ہو، تم اسی قوم اور قبیلے اور اسی زبان اور علاقے سے تعلق رکھتے ہو جس سے محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق ہے لہٰذا تم اس جیسی کوئی کتاب بنا کر پیش کرو، یا کم از کم دس سورتیں یا اس سے بھی کم ایک سورت ہی بنا کر پیش کرو لیکن تاریخ عالم شاہد ہے کہ اس وقت سے لے کر اب تک دنیا اس کتاب کا مثل پیش کرنے سے عاجز ہے اور عاجز رہے گی۔

اسی طرح یہ بات بھی مسلم ہے کہ اس کتاب سے ہدایت کا حصول اس کے فہم پر موقوف ہے، اس لیے کہ جب تک کسی چیز کو سمجھا نہ جائے، اس وقت تک اس کا مفہوم متعین کرنا یا اس کی مراد اور مقصود کو حاصل کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

ابتداء اسلام میں لوگ اس کتاب کو سمجھنے کے لیے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کیا کرتے تھے چناں چہ حدیث کی کتابوں میں یہ واقعہ منقول ہے کہ ایک صحابی نے جب قرآن کی یہ آیت سنی ﴿ کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود﴾ یعنی تم کھاؤ پیو جب تک کہ سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے واضح اور ممتاز ہو، تو اس صحابی نے رمضان میں اپنے سرہانے تکیہ کے نیچے ایک سفید اور ایک سیاہ دھاگہ رکھا اور کھاتے پیتے رہے یہاں تک کہ دن کے ابتدائی حصے میں بھی وہ دونوں دھاگے گھر کے اندر ایک دوسرے سے ممتاز نظر نہیں آئے، اس کے بعد جب انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کیا تو آپ نے وضاحت کی کہ اس سے مراد صبح صادق کا ظہور ہے جس سے رات کی سیاہی رخصت ہونے لگتی ہے اور دن کی روشنی کا آغاز ہوتا ہے۔ پھر خود قرآن کریم میں بھی

"من الفجر" کا لفظ نازل ہوا جو اس وضاحت کی تصدیق کرتا ہے۔ کتب احادیث میں اس قسم کے اور بھی واقعات منقول ہیں۔ اس کے بعد جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے تو فہم قرآن کے لیے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرف رجوع کیا جانے لگا، اسی طرح طبقہ بطبقہ یہ علم سینوں میں محفوظ ہو کر منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ علم کے تدوین کا زمانہ شروع ہوا تو دوسرے علوم کی طرح علم تفسیر کی تدوین بھی ہوئی اور یہ علم سینوں سے سفینوں میں منتقل ہوا اور اس کے اصول وقواعد بھی مدوّن ہوئے۔

علماءِ تفسیر نے تفسیرِ قرآن کی مختلف صورتیں بیان کی ہیں:

❶ پہلی صورت یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر خود قرآن کریم سے کی جائے۔ قرآن کریم میں بعض دفعہ ایک بات کو ایک مقام پر اجمالاً بیان کیا جاتا ہے پھر خود قرآن کریم اس بات کو دوسرے مقام پر تفصیل سے بیان کرتا ہے، چناں چہ قرآن کریم میں انبیاء سابقین کے بعض قصص جو متعدد مقامات پر بیان کیے گئے ہیں وہ اس کی مثال ہیں۔ اسی طرح بعض دفعہ ایک ہی واقعے کو مختلف مقامات پر مختلف الفاظ میں ذکر کیا جاتا ہے تو الفاظ کے اختلاف سے بھی وضاحت ہو جاتی ہے اور معنی ومراد متعین کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

❷ دوسری صورت یہ ہے کہ قرآن کریم کی تفسیر وتشریح احادیث مبارکہ سے ہو۔ تفسیر کی یہ صورت بہت بہتر اور زیغ وضلال سے مامون صورت ہے۔ علماء تفسیر نے اس طرح کی تفسیریں لکھی ہیں جن میں ابن جریر طبریؒ اور ابن کثیرؒ اور امام سیوطیؒ کی تفاسیر بہت بہترین اور جامع ہیں۔

❸ تیسری صورت یہ ہے کہ اگر کسی آیت کی تفسیر وتشریح خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہ ہو تو پھر یہ دیکھا جائے گا کہ اس آیت کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ یعنی مزاج شناسانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تشریح منقول ہے کہ نہیں، اگر ان حضرات سے کسی آیت کی تفسیر منقول ہو تو پھر اس کو لیا جائے گا اور اسی کو قرآنِ کریم کا مفہوم اور مراد کہیں گے۔

❹ اور چوتھی صورت یہ ہے کہ اگر کسی آیت کی تفسیر وتشریح معلوم کرنے میں مذکورہ بالا ان تینوں صورتوں میں سے کوئی صورت نہ ہو تو پھر اس آیت کی تفسیر کے لیے تابعین کے اقوال کی طرف رجوع کریں گے کیوں کہ ان حضرات نے اس علم کو براہِ راست ان لوگوں سے حاصل کیا تھا جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی تھی اور قرآن کریم کے علوم کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا تھا۔

نیز یہ بھی ایک بدیہی بات ہے کہ تابعین کی جماعت دین کے فہم، خدا ترسی اور علم وتقویٰ میں اعلیٰ مقام پر فائز تھی اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے بہترین دور اور زمانے میں ان کو پیدا کیا تھا اور قرآن کریم کی آیت ﴿والذین اتبعوھم باحسان﴾ کا ان کو مصداق بنایا تھا، یہ سب ان کے ایسے فضائل ومناقب ہیں کہ بعد والے لوگوں کو اس کا عشرِ عشیر بھی

حاصل نہیں، اس لیے عقل سلیم کا تقاضا یہی ہے کہ قرآن کریم کا صحیح مفہوم و مراد جتنا وہ جانتے تھے بعد والے اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے، اس لیے ان کے اقوال اس سلسلے میں قابلِ اعتبار ہونے چاہئیں۔ اسی بناء پر اصول تفسیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ان چاروں طریقوں سے ہٹ کر یا ان اُصولوں کو نظر انداز کر کے جو تفسیر لکھی جائے گی، وہ صحیح تفسیر نہیں ہوگی بلکہ تفسیر بالرائے ہوگی جس کی مذمت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں بیان فرمائی ہے۔

پھر یہ بھی ایک واضح حقیقت ہے کہ قرآن کو سمجھنے کے لیے مفردات قرآن کے لغوی معانی کی سمجھ کو بنیادی اہمیت حاصل ہے اگرچہ یہ قرآن فہمی کے لیے واحد بنیاد نہیں اور صرف لغت سے قرآن کو سمجھنا ممکن بھی نہیں اسی لیے تو صحابۂ کرام کے لیے بھی بعض آیات کا سمجھنا ممکن نہ ہوا حالاں کہ وہاں اہل زبان تھے اور لغت ان کی اپنے گھر کی چیز تھی، لیکن جیسا کہ عرض کیا گیا کہ فہم قرآن میں اس کی بنیادی اہمیت ضرور ہے اس لیے علماء تفسیر نے اس کی طرف بھی خاص توجہ دی اور لغتِ قرآن یعنی قرآن کے مفردات کے لغوی معانی پر خاص کتابیں لکھیں۔ متقدمین علماء میں سے سیبویہ، اخفش، ابن قتیبہ اور فرا اور بہت سارے علما نے اس پر کتابیں لکھی ہیں لیکن ان کتابوں میں سے اکثر کتابیں اب ناپید ہیں یا تو وہ کتابیں ضائع ہو چکی ہیں اور اب دنیا میں ان کا کوئی وجود نہیں یا دنیا کے مختلف کتب خانوں میں محفوظ شکل میں موجود ہیں لیکن عام لوگوں کے لیے ان سے استفادہ ممکن نہیں، امام راغب اصفہانی یا بعض دوسرے علما کی کتابیں اگرچہ طبع بھی ہو چکی ہیں لیکن چوں کہ وہ کتابیں عربی میں ہیں اس لیے عوام کے لیے ان سے استفادہ ممکن نہیں تھا اس لیے برصغیر کے علما نے اس طرف توجہ کی اور قرآن کی لغت اور الفاظ قرآن کی تشریح پر کتابیں لکھیں۔

اب ظاہر ہے قرآن کریم کی مذکرہ بالا صورتوں کو مدنظر رکھ کر وہی شخص تفسیر لکھنے اور کرنے کا اہل ہو سکتا ہے جس کو عربی زبان، اس کے اسالیب، تفسیری روایات اور سلف صالحین کے تفسیری اقوال کا علم حاصل ہو اور علوم القرآن پر اس کی گہری نظر ہو، ہمارے آج کے اس دور کا ایک المیہ یہ بھی ہے کہ کئی لوگ عربی زبان سے یکسر ناواقف ہونے کے باوجود چند ترجمے دیکھ کر قرآن کریم کی تفسیر لکھنا شروع کر دیتے ہیں (مشہور ہے کہ سابق صدر پاکستان غلام اسحٰق خان صاحب بھی تفسیر لکھنے پر آج کل طبع آزمائی کر رہے ہیں۔) اور بہت سارے لوگ قرآنی علوم سے ناواقفیت کے باوجود "درس قرآن" کے حلقے شروع کر دیتے ہیں، یہ بہت بڑی جسارت ہے جس سے ہدایت کی بجائے زیغ وضلال کے راستے کھلتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں فہم سلیم عطا فرمائے آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد وعلی آله وصحبه أجمعين